پائیدار بنیادوں پر اپنی قدر و قیمت کی تعمیر

حقیقی عزتِ نفس کی بنیاد دولت، خوبصورتی، طاقت یا سماجی رتبے پر نہیں رکھی جا سکتی کیونکہ یہ تمام چیزیں آخر کار ختم ہو جاتی ہیں۔ جو چیز باقی رہتی ہے، وہ انسان کا کردار ہے۔ جب آپ کی قدر و قیمت کی بنیاد دیانت (Integrity) اور وقار پر ہوتی ہے، تو کامیابی آپ کو مغرور نہیں کرتی اور ناکامی آپ کو تباہ نہیں کر پاتی۔ آپ مواقع یا ستائش تو کھو سکتے ہیں، لیکن آپ اپنی ذات کو کبھی نہیں کھوتے۔ اپنی شناخت کی بنیاد ان چیزوں پر رکھیں جو ہمیشہ قائم رہنے والی ہیں، تو زندگی آپ سے کچھ بھی چھین لے، آپ کی ذات ہمیشہ سلامت رہے گی۔

میں خاموشی سے بیٹھا تھا جب انہوں نے ایک ایسا سوال پوچھا جو پہلی بار سننے میں مشکل نہیں لگا، لیکن وہ میرے ذہن میں میری توقع سے کہیں زیادہ دیر تک نقش رہا۔

انہوں نے پوچھا، "مجھے بتائیں، جب آپ خود کو دیکھتے ہیں، تو وہ کون سی چیز ہے جو آپ کو آپ کی اپنی نظروں میں معزز بناتی ہے؟"

میں لمحہ بھر کو رکا۔ جواب اتنی آسانی سے ذہن میں نہیں آیا۔ انہوں نے میرے جواب کا انتظار نہیں کیا بلکہ اپنی بات نرمی سے جاری رکھی، جیسے انہیں پہلے سے معلوم ہو کہ میرا ذہن کن سمتوں میں بھٹک سکتا ہے۔

"کیا یہ دولت ہے؟ کیا یہ ظاہری شخصیت ہے؟ جسمانی طاقت؟ عہدہ؟ یا شہرت؟"۔ جیسے جیسے اس نے ایک ایک کر کے ان کے نام لیے، میرے اندر جیسے کچھ بے نقاب سا ہونے لگا۔ یہ محض خیالی تصورات نہیں تھے، بلکہ یہ میرے لیے مانوس حوالے تھے—ایسی چیزیں جن کا میں نے کبھی برملا اعتراف تو نہیں کیا، لیکن میں ہمیشہ فطری طور پر ان ہی کا سہارا لیتا رہا۔

انہوں نے تھوڑا پیچھے ٹیک لگائی اور کہا، "ان میں سے کوئی بھی چیز آپ کی اپنی نہیں ہے"۔ میں نے تھوڑی حیرت سے ان کی طرف دیکھا۔ انہوں نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا، "آپ ان میں سے کچھ بھی اپنے ساتھ نہیں لے جائیں گے۔ اور اس دنیا سے رخصت ہونے سے بہت پہلے، آپ ان چیزوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے ماند پڑتے دیکھیں گے۔ دولت ختم ہو جاتی ہے، طاقت کمزور پڑ جاتی ہے، خوبصورتی ڈھل جاتی ہے اور رتبہ خاموشی سے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں چلا جاتا ہے"۔

مجھے اپنے سینے میں ایک بوجھ سا محسوس ہوا۔ میں نے کبھی شعوری طور پر ان چیزوں کو عارضی نہیں سمجھا تھا، لیکن ان کی زبانی یہ سب اس طرح سن کر ان کا فانی ہونا بالکل واضح ہو گیا۔

انہوں نے کہا، "اصل خطرہ یہ ہے کہ اگر ان میں سے کوئی بھی چیز آپ کی عزتِ نفس کی بنیاد بن گئی، تو آپ کی عزتِ نفس صرف تب تک برقرار رہے گی جب تک یہ چیزیں موجود ہیں"۔

میں نے تقریباً دفاعی انداز میں پوچھا، "لیکن کیا کامیابی پر اچھا محسوس کرنا فطری نہیں ہے؟"

انہوں نے سر ہلایا اور کہا، "اچھا محسوس کرنا مسئلہ نہیں ہے، بلکہ اپنی شناخت کی بنیاد اس پر رکھنا اصل مسئلہ ہے"۔ پھر انہوں نے ایک ایسی بات کہی جس نے مجھے اندر تک ہلا کر رکھ دیا: "جب یہ چیزیں غائب ہوں گی—اور یہ ہمیشہ ہوتی ہیں—تو آپ صرف انہیں نہیں کھوئیں گے، بلکہ آپ اپنی نظروں میں بھی گر جائیں گے"۔

میں نے لوگوں کو اس صورتحال سے گزرتے دیکھا تھا۔ وہ کامیاب لوگ جو سب کچھ کھو دینے کے بعد تلخی کا شکار ہو گئے۔ وہ پر اعتماد افراد جو لوگوں کی واہ واہ ختم ہوتے ہی تنہائی پسند بن گئے۔ لیکن میں نے کبھی اس معاملے کو اس زاویے سے نہیں دیکھا تھا۔

انہوں نے میرے خیالات پڑھتے ہوئے کہا، "وہ اس نقصان پر غمزدہ نہیں تھے، بلکہ وہ اپنی ذات کے اس روپ کا ماتم کر رہے تھے جو محض ان چیزوں کے ہوتے ہوئے انہیں میسر تھا"۔

ہمارے درمیان تھوڑی دیر خاموشی رہی۔ پھر انہوں نے پوچھا، "تو وہ کیا ہے جو ہمیشہ باقی رہتا ہے؟" میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

انہوں نے خود ہی جواب دیا: "آپ کا کردار، آپ کی دیانت اور آپ کا وقار"۔ جس طرح سے انہوں نے یہ بات کہی، اس میں کچھ ایسا تھا جس نے ان الفاظ کو مزید وزن دے دیا——وہ الفاظ اب محض آرائشی نہیں رہے تھے، بلکہ ایک ستون یا بنیاد کی طرح محسوس ہونے لگے تھے۔ انہوں نے کہا، "یہ چیزیں حالات کے تابع نہیں ہیں۔ جب نتائج آپ کے خلاف ہوں تب بھی یہ بکھرتی نہیں ہیں۔ انہیں قائم رہنے کے لیے کسی کی داد و تحسین کی ضرورت نہیں ہوتی"۔

انہوں نے ایک مثال دی: "دو لوگ ایک ہی طرح سے ناکام ہوتے ہیں۔ ایک نے غلط راستے اپنائے، اپنے اصولوں پر سمجھوتہ کیا اور پھر بھی ہار گیا۔ دوسرے نے ایمانداری سے کام لیا اور پھر بھی اسے ناکامی ملی۔ بظاہر وہ دونوں ایک جیسے لگتے ہیں، لیکن باطنی طور پر وہ دو الگ دنیاؤں کے باسی ہیں"۔

میں نے آہستہ سے سر ہلایا۔ انہوں نے بات جاری رکھی، "ایک خود کو ٹوٹا ہوا محسوس کرتا ہے، جبکہ دوسرا مایوس تو ہوتا ہے مگر اس کا وجود مضبوطی سے قائم رہتا ہے"۔ وہ 'قائم رہنا' میرے ذہن میں اٹک گیا۔

انہوں نے تھوڑا آگے جھکتے ہوئے کہا، "یہی وجہ ہے کہ جب آپ کی عزتِ نفس کی جڑیں دیانت میں ہوں، تو آپ جذباتی طور پر آزاد ہو جاتے ہیں"۔ میں نے پوچھا، "کس چیز سے آزاد؟"۔ انہوں نے جواب دیا، "لوگوں کی پسند و ناپسند سے، اور دوسروں کے رویوں اور معاملات کے اتار چڑھاؤ سے"۔

انہوں نے سمجھایا کہ جب لوگوں کی عزتِ نفس کی بنیاد نتائج کے بجائے اصولوں پر ہوتی ہے، تو وہ ہر ملاقات اور ہر واقعے کے بعد اپنی قدر و قیمت کا نئے سرے سے اندازہ لگانا چھوڑ دیتے ہیں۔ انہیں ہر بحث جیتنا ضروری نہیں لگتا۔ جب ان کے ساتھ ناانصافی ہو تو وہ ٹوٹتے نہیں ہیں۔ وہ کامیابی میں مغرور نہیں ہوتے اور ناکامی میں بکھر نہیں جاتے۔

انہوں نے وضاحت کی، "ایسا نہیں ہے کہ وہ محسوس نہیں کرتے، بلکہ اس لیے کہ وہ خود پر قابو نہیں کھوتے"۔ یہ فرق بہت اہم تھا۔

بات ختم کرنے سے پہلے، انہوں نے ایک آخری سوال پوچھا——خاموشی سے، بغیر کسی زور دیئے۔ "اگر وہ تمام چیزیں جن پر آج آپ کی عزتِ نفس کا دارومدار ہے، آپ سے چھین لی جائیں، تو پھر کیا باقی بچے گا؟"

میں نے انہیں کوئی جواب نہیں دیا۔ لیکن میں اس سوال کو اپنے ساتھ لے آیا۔ کیونکہ مجھے اس وقت یہ احساس ہوا کہ اس سوال کے بعد جو کچھ باقی بچے گا، وہی میری زندگی کی اصل بنیاد ہے۔ اور اس کے علاوہ جو کچھ بھی ہے——چاہے وہ کتنا ہی متاثر کن کیوں نہ ہو——وہ کبھی حقیقت میں میرا تھا ہی نہیں۔